عراق میں عیسائیوں کو حملوں کا نشانہ بنانے کا کیا حکم ہے؟

کیا وہ ذمی ہیں یا حربی؟

سوال نمبر:۳۵۶۱

جواب منجانب:ناصر الدین البغدادی

منبرالتوحید والجہاد ویب سائٹ

سوال:

السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

عراق میں عیسائیوں اور ان کے گرجا گھروں کو حملوں کا نشانہ بنانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور کیا وہ ذمی ہیں یا نہیں؟میں نے ویب سائٹ منبر التوحید و الجہاد پر مصری عیسائیوں کو نشانہ بنانے کے حکم کے بارے میں فتوی پڑھا تھا۔ اس میں ان کے چرچوں کو عبادتگاہوں کا نام دیا گیا ہے۔ کیا یہ نام دینا جائز ہے؟

کیونکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ یہ شرک کے گھر ہیں۔ اس معاملے میں وہ کونسی کتابیں ہیں کہ جنہیں پڑھنے کی نصیحت آپ کریں گے؟ یہ جانتے ہوئے کہ میں نے اس بارے میں ایک قول پڑھا ہے اور وہ یہ

کہ نئے تعمیر شدہ چرچوں کو گرا دینا واجب ہے جبکہ قدیم کو نہیں!
میں آپ سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور اللہ آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔
سائل: ابو انس موصلی

جواب:
بسم اللہ و الصلاۃ و السلام علٰی رسول اللہ۔۔۔وبعد:
علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔
ہمارے محترم سائل بھائی۔۔۔!ہماری دعا ہے کہ اللہ بھی آپ سے محبت کرے کہ جس کی رضا کیلئے آپ ہم سے محبت کرتے ہیں۔۔۔
اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔۔۔ ثم اما بعد۔۔۔
جان لیجئے کہ عیسائی اور اہل کتاب عام طور پر درج ذیل حالتوں سے باہر نہیں ہیں۔

*۔۔۔یا تو وہ اہل حرب ہوں اور یہی ان کی" اصل" ہے۔

*۔۔۔یا وہ اہل امان ہوں اور یہ وہ حربی لوگ ہیں کہ جو ہمارے ملک میں کسی عارضی معاہدے کے تحت آتے ہیں ۔ جیسے سفیر یا جو اس لئے داخل ہو کہ اللہ کا کلام سننا چاہتا ہے۔

*۔۔۔یا اہل عہد اور صلح اور یہ وہ حربی لوگ ہیں کہ جن سے جنگ

کے دوران ہم کسی معین مدت تک کے لئے صلح کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

*۔۔۔یا اہل ذمہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے درمیان اسلامی شرعی احکام کے نفاذ کا اقرار کرتے ہوئے ہمارے ملکوں کو اپنا وطن بناتے ہیں۔ ان پر ذلت کے ساتھ جزیہ دینا لازم ہے۔ اس کے علاوہ بھی دوسرے احکام ہیں جو ان پر مسلمان ملکوں میں رہنے کے لئے لازم ہوں گے۔تو یہ لوگ ہمارے ذمّی ہیں کہ جن کی حفاظت ہم پر واجب ہے اور یہ کہ ہم انھیں اپنے دین میں زبردستی داخل ہونے پر مجبور نہ کریں۔ یہ سب جزیہ دینے اور معاہدہ ذمی کی شروط کی پابندی کے بدلے میں ہے۔

اور اگر انھوں نے اپنے معاہدوں کی مخالفت کی تو ہمارے اور ان کے درمیان ہونے والا معاہدہ بھی منسوخ ہوجائے گا اور وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ جائیں گے۔ اور وہ حربی بن جائیں گے جن کے لئے کوئی امان نہیں۔
فرمان باری تعالیٰ ہے
:
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ (التوبة:٢٩)
,,

اے مومنو!اہل کتاب اور ان لوگوں سے لڑو ،جو نہ تو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ آخرت پر اور جسے اللہ اور اس کے رسول حرام قرار دیتے ہیں اور اسے وہ حرام قرار نہیں دیتے اور حق(اسلام)کو اپنا دین نہیں بناتے۔ ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں"۔

اور آج عراق کے عیسائیوں کو دیکھنے والے کیلئے ان کی عراقی مرتد حکومت کیلیے نصرت مشہور و معروف ہے۔بلکہ اپنے صلیب کے پجاری بھائیوں امریکی قابض فوج کیلئے بھی ان کی نصرت واضح ہے۔

اور عراق میں ان کا بڑا پیٹیرارک ایمینیول ڈلیIII(عراق میں نصاری کا سربراہ ، یہ کیلڈن کیتھولک چرچ کا پہلا کارڈینل ہے جسے ویٹیکن کے پوپ (اللہ اسے ہلاک کرے)نے تعینات کیا ہے)اللہ کے دشمن جنگجوؤں کی نصرت و حمایت اور اللہ کے موحد بندوں کے خلاف جنگ کے سلسلے میں جو کچھ کر رہا ہے یہ سب ان کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف واضح اعلانیہ جنگ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس کے لئے وہ اپنی شرکیہ عبادتگاہوں کو استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان کی یہ پوزیشن ان (عیسائیوں)سے مکمل طور پر مختلف ہے کہ جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے امیر یزید بن ابی سفیان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کو(جنگ کے دوران)ایسی قومیں بھی ملیں گی کہ انھوں نے اپنے آپ کو اپنی عبادتگاہوں تک محدود کرلیا ہوگا،

تو آپ انھیں اوران کی عبادتگاہوں کو چھوڑ دیں (یعنی ان سے نہ لڑیں)۔ ان کے علاوہ دوسرے شریر شیطانی لوگ جو آپ کو ملیں ان کو آپ قتل کریں۔

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ (التوبہ:۱۲)
”تو آپ کفر کے اماموں سے لڑو کیونکہ ان کی کوئی قسم باقی نہیں رہی تاکہ وہ باز آجائیں“۔

جیسا کہ اس کا ذکر شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور فرمایا
:
” اللہ تعالی نے ان لوگوں(عیسائی راہبوں) کو قتل کرنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ یہ ایسی قوم ہے جو لوگوں سے مکمل طور پر علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو اپنی عبادتگاہوں میں اس طرح پابند کرلیتے ہیں کہ انہیں ”رہبان“ کہا جاتا ہے، اور وہ اپنے دینی بھائیوں کی کسی ایسے کام میں مدد نہیں کرتے جس سے مسلمانوں کو نقصان ہو۔ایسے لوگوں کے قتل کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ان کا اختلاف ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جو مسلمانوں کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے نقصان نہیں پہنچاتا۔ جیسے اندھا، بہت بوڑھا اسی طرح بچے اور عورتیں۔۔۔ یہاں تک آپ کے اس فرمان تک سے یہ پتہ چلتا ہے۔۔۔رہا مسئلہ اس راہب کا جو اپنے دینی بھائیوں کی اپنے

ہاتھ اور اپنی زبان سے مدد کرتا ہے۔ مثلاً جنگ کے بارے میں اس
کی اپنی کوئی رائے ہو کہ جس پر وہ (اس کے دینی بھائی)عمل کریں یا
پھر وہ کسی طرح سے انہیں جنگ پر ابھارے، تو ایسا شخص جب پکڑا
جائے تو اس شخص کے قتل کرنے پر علماء کا اتفاق ہے۔لیکن اگر وہ
اپنی عبادتگاہ تک ہی انفرادی طور پر محدود رہے تو اس سے جزیہ لیا
جائے گا۔(شریعت میں)اس شخص کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے
نصاری کیسے ہونگے جو اپنی معیشت اور لوگوں کے ساتھ اختلاط
اور تجارت و زراعت و صنعت کے ذریعے مال کماتے ہیں اور اپنی
عبادتگاہیں دوسروں کو اکٹھے ہونے کے لئے دیتے ہیں۔۔۔!یہ لوگ
دوسروں کی نسبت اپنے کفر میں زیادہ سخت اور آئمہ کفر میں کئی
لحاظ سے ممتاز ہیں۔ مثلاً نجاستوں کے ساتھ عبادت کرنا، نکاح، لباس
اور گوشت چھوڑناجو کہ کفر کی نشانیاں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں
کہ یہی لوگ نصاری کے دین کے قیام کے لئے کئی حربے استعمال
کرتے ہیں۔ جس کے بارے میں علماء نے کئی کتابیں لکھیں ہیں۔ مثلاً
فاسد عبادتیں اور ان کے (اپنے دین کی خاطر)نذرانے اور اموال وغیرہ
دینا۔تو یہی ایسے لوگ ہیں کہ جو جنگ کے دوران قتل کے سب سے
زیادہ مستحق ہونے میں اور ہتھیار پھینکنے کی صورت میں ان سے
جزیہ لینے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔اور یہی وہ آئمہ کفر ہیں
جن کے بارے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا وہ پہلے گزرچکا
ہے اور ساتھ اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی پڑھا۔فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ "اور
کفر کے آئمہ سے لڑو"۔

(مجموع الفتاوی ج٢٨ ص ٩٣-١٣)

اس لئے ہم عراقی نصرانیوں کو حملوں کا نشانہ بنانا جائز سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ ان کے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اعلانیہ جنگ اور اس کی انتہا ہماری مسلمان بہنوں کا چرچ میں قید کرکے اذیتیں دینا اور اسی طرح کفر اور اہل کفر کے لئے ان کی نصرت (جو سب کو معلوم ہے)، اور اس پر اضافہ یہ کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ ہے اور نہ میثاق کہ جس کی وجہ سے ان کے خون اور گھر محفوظ ہوجائیں۔۔

ہمارے استاد محترم امام المقدسی (اللہ انہیں آزاد کرے)نے فرمایا:

"ایسی جماعت کہ جس کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ اور امان معتبر تھا ، اس کے عہد و امان کو توڑنے کی وجہ سے اس کے تمام افراد پر معاہدے کی خلاف ورزی کے احکام نافذ ہوں گے۔سوائے ان لوگوں کے جو اس خلاف ورزی سے برأت کا اعلان کریں اور اس کا انکار کریں اور ان کے کام سے علیحدہ ہوجائیں۔ یہ (استثنائی حالت)تو عام لوگوں کے لئے ہے ۔ مگر رہا مسئلہ ان کی تنظیموں، حکومتوں، فوجوں اور ان کے سرغنوں کا تو ان کے لئے معاہدے کی اس خلاف ورزی سے صرف اعلان برأت اور صرف زبانی کلامی شوروغوغا اور انکار ہی کافی نہیں بلکہ ان پر تو لازم ہوگا کہ یہ وہ اپنے ان بیوقوفوں کو ہاتھ سے روکیں اور مسلمانوں کی ان کے خلاف

مدد کریں ورنہ ان کے یہ بیوقوف انہیں بھی اپنے اس جرم میں کھینچ لیں گے اور پھر عہدوامان کو توڑنے کیوجہ یہ بھی ان کے ساتھ پکڑے جائیں گے۔یہ تو اس وقت ہے جب کوئی ایسا حقیقی معاہدہ امن وامان ہو کہ جو کسی مسلمان نے نافذ کیا ہو۔

اس کی وضاحت اور دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف بعض لوگوں کی طرف سے معاہدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے سب کو سزا دیتے تھے اور ان کے حلیفوں کو بھی ان کے گناہ کی وجہ سے پکڑتے تھے۔ اس پر دلیل عمران بن حصین کی وہ حدیث ہے کہ جس میں انہوں نے کہاکہ قبیلہ ثقیف بنو عقیل کے حلیف تھے تو ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو قیدی بنالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بنی عقیل کے آدمی کو قیدی بنالیا اور اس کے ساتھ اس کی عضباء نامی اونٹنی بھی پکڑی ۔ جب وہ بندھاہوا تھا ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے ۔اس نے کہا اے محمد!آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایاتو کیا چاہتا ہے؟ تو اس نے کہا آپ نے مجھے کس لئے پکڑا اور اس اونٹنی کو کیوں پکڑا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”میں نے تجھے تیرے حلیف ثقیف کے گناہ کے بدلے میں پکڑا ہے“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ہٹ گئے۔ تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا ، اے محمد!اے محمد!۔۔۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرم طبیعت اور رحم دل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا:

تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہامیں ابھی مسلمان ہوتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر تو یہی بات اس وقت کہتا جب تو آزاد تھا تو کامیاب ہو جاتا تمام تر کامیابی کے ساتھ“۔پھر اسے دو آدمیوں کے بدلے میں آزاد کردیا گیا
رواہ مسلم))
اس سے پتہ چلا کہ جنگ کرنے والے کے حلیف پر بھی جنگ کرنے والے کے احکام لاگو ہوں گے اور اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جنگ کرنے والے (دشمن)اور ان کے حلیفوں سے ہر جگہ جہاد کیا جائے گا اور وہ پکڑے جائیں گے اور اگر ان میں سے چند ایک نے معاہدہ توڑا تو ان سب کی امان ختم ہوجائے گی اگر انہوں نے عہد توڑنے والوں کا انکار نہ کیا اور نہ انہیں ہاتھ سے (زبردستی)روکا تو ۔ اور یہ تو ان لوگوں پر زیادہ لازم ہے کہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں یا آپ کو گالیاں نکالتے ہیں (نعوذ بااللہ)۔
اور اس پر اس مسلمان عورت کا قصہ بھی دلیل ہے کہ جس کی شرم گاہ کو بنی قینقاع کے یہودی سنار نے اس کی بے خبری میں برہنہ کر دیا تھا۔ تو مسلمانوں کا ایک آدمی چھلانگ لگا کر اس سنار پر چڑھا اور اسے قتل کردیا۔ تو وہاں موجود یہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا۔
ان کا یہی فعل بنی قینقاع کے تمام یہودیوں کے ساتھ ہونے والے معاہدے کے ختم ہونے کا سبب بن گیا کیونکہ انہوں نے نہ تو اس کا انکار کیا اور نہ اپنے ان لوگوں کو مسلمان عورت پر ظلم کرنے سے

منع کیا۔

اور اس پر صالح علیہ سلام کی قوم کے بارے میں اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی دلیل ہے کہ:

اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا () فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَاقَةَ اللّٰہِ وَسُقْیٰہَا
(سورۃ الشمس:۱۴)
”

جب ان کے بدترین لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔انہوں نے اسے (پیغمبرکو)جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں“۔

تو یہاں اللہ تعالی نے ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی ہے اور پھر اس کی سزا ان سب کو ملی۔ حالانکہ جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں وہ ایک ہی شخص تھا۔ لیکن ان کے اس پر انکار نہ کرنے اور اس کا ہاتھ روکنے کی کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان سب کو اس گناہ میں شریک جانا اور سب کو سزا ملی۔ تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ
:
فَکَذَّبُوْہُ فَعَقَرُوْہَا فَدَمْدَمَ عَلَیْہِمْ رَبُّہُمْ بِذَنْبِہِمْ فَسَوّٰہَا (سورۃالشمس :۱۵)
”پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر اس ہلاکت کو عام کردیا اور اس بستی کو برابر کردیا“۔
اسی طرح اس کے علاوہ دوسری معلوم شدہ کئی دلیلیں(موجود) ہیں۔۔۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنی مختصر السیرۃ میں آپ کے صحابہ

کرام اور خلفائے راشدین کی سیرت سے جو استدلال کیا ہے وہ درج ذیل ہے؛

"خالد بن الولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کے پیروکاروں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے جب العارض کے مقام پر پہنچے تو آپ نے دوسو گھڑ سواروں کو آگے بھیجا۔ جنھوں نے مجاعۃ بن مرارہ کو اس کی قوم بنی حنیفہ کے تیرہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار کرلیا۔ تو خالد بن الولید نے ان سے کہا کہ تم اپنے ساتھی مسیلمہ کذاب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے گواہی دی کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ تو آپ نے ان کی گردنیں اڑادیں۔ جب ساریہ بن عامر بچ گیا تو اس نے کہا کہ اے خالد اگر تو اہل یمامہ کے ساتھ بھلائی یا برا سلوک چاہتا ہے تو مجاعۃ سے شروع کر اور وہ شریف (عزت دار)تھا۔ تو آپ نے اس مجاعۃ کو قتل نہیں کیا اور ساریہ کو بھی چھوڑ دیا۔ آپ نے حکم جاری کیا تو دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ آپ مجاعۃ کو اسی حالت میں اپنے پاس طلب کرتے اور اس سے بات کرتے جبکہ وہ گمان کرتا کہ خالد اسے قتل کردیں گے۔تو اس نے کہا اے ابن المغیرہ!میرے لئے تو اسلام (میرا مذہب)ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کفر نہیں کیا۔ تو خالد؄ نے فرمایا کہ قتل اور رہائی کے درمیان ایک درجہ ہے اور وہ ہے قید یہاں تک کہ اللہ ہمارے اس معاملے میں کوئی فیصلہ کردے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔اس نے کہا اے خالد!آپ جانتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی اور میں آج

بھی اسی پر قائم ہوں کہ جس پر کل تھا۔ اگر کوئی جھوٹا (نبی)ہماری قوم میں نکل آیا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:

”کوئی جان کسی دوسرے جان کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گی“۔ (سورۃ الاسراء)

تو آپ (خالد)نے فرمایا!اے مجاعۃ!حقیقت بات یہ ہے کہ تم کل جس بات پر تھے آج اسے چھوڑ چکے ہو اور (وہ اس طرح کہ)اس جھوٹے (نبی)کے معاملے میں تمہارا خاموش رہنا ہی تمہاری رضامندی اور اسکا اقرار تھا۔ حالانکہ تم یمامہ والوں میں سب سے زیادہ عزت والے ہو۔ تو کیا تم نے کوئی عذر ظاہر کیا؟ یا تم بھی وہی بولے کہ جس طرح دوسرے بولے۔ لہذا ثمامہ بولا اور اس نے اس جھوٹے (نبی)مسیلمہ کذاب کا انکار کیا اور اس کا رد کیا۔ اور اسی طرح الیشکری بھی بولا۔ اگر تو تم کہتے ہو کہ میں اپنی قوم سے ڈر گیا تو تم نے میری طرف کوئی سفیر کیوں نہ بھیجا۔تو غور کیجئے کہ خالدرضی اللہ عنہ نے کس طرح مجاعۃ کی خاموشی کو مسیلمہ کی جھوٹی (نبوت)پر رضامندی اور اس کے جھوٹے دعوے اور اس کے کفر اور اسکا جنگ کرنے کا اقرار سمجھا“۔

اور جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مرتد اور جنگجو گروہوں کے بارے میں سیرت کا مطالعہ کرے تو اسکو ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی۔

تو ہم اپنے ان دشمنوں سے کہتے ہیں کہ جو ہمارے اس دین کی وجہ

سے ہمارے خلاف لڑنے کے لئے متحد ہوگئے ہیں اور ہمارے ملکوں پر قبضہ کرنے کیلئے ایک دوسرے کی نصرت کرتے ہیں اور ہماری عورتوں، ہمارے بچوں اور بھائیوں کو قتل کرنے میں بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور مسلمان ملکوں کے طاغوت حکمرانوں کو مجاہدین اور شریعت کے طلبگاروں کے خلاف جنگ کرنے کی وصیت کرتے ہیں اور اللہ کی کتاب کو جلانے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کرنے، مسلمان عورتوں کو اغواء کرکے چرچوں کے اندر قید کرنے اور انہیں اپنے دین سے انحراف کرنے کیلئے ٹارچر کرتے ہیں۔۔۔
!
ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس فقہی مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لو۔۔۔!کیونکہ یہ بہت آسان اور واضح ہے اور اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ اسکا اپنی قوموں کے لئے اپنی تمام زبانوں میں ترجمہ کرو۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ ہمارے ملکوں میں آئیں اور اس سے پہلے کہ ہمارے بعض لوگوں کو تم اپنے ملکوں میں آنے کی اجازت دو، اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی ایسے معاہدے، میثاق اور امان کی کوئی حیثیت اوروقعت نہیں کہ جو گو کہ جائز اور صحیح تو ہو مگر اس قوم کے ساتھ کیا گیا ہو،جو ہمارے ساتھ ہمارے دین کی وجہ سے لڑتے ہیں اور جنہوں نے ہمارے اور ہمارے دین کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے یا ان لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں جنہوں نے ہمارے ملکوں پر قبضہ کیا اور ہمارے بیٹوں، ہماری عورتوں اور ہمارے بھائیوں کو قتل کیا۔ یا جنہوں نے اس شخص کو اپنی گود میں

بٹھایا اور اس کی حفاظت کی، جس نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی، یا اس شخص حمایت کی یا اسے پناہ دی، جس نے ہمارے قرآن مجید جلائے یا انکو مدد دی یا جنہوں نے ہماری مسلمان بہنوں کو اغواء کیا۔۔۔

اور ان (معاہدوں وغیرہ)کی وہ وقعت ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ حالانکہ یہ جتنے بھی معاہدے اور میثاق وغیرہ ہمارے اس زمانے میں صادر ہوتے ہیں۔ یہ سب انہیں کے طاغوت بھائیوں (حکمرانوں)کے ساتھ ہوتے ہیں کہ جن کا ہم کفر کرتے ہیں اور جنکے باطل اعمال، قوانین اور معاہدوں وغیرہ سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو ہم میں سے ہی نہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں کہ ہم پر ان کے معاہدے لازم ہوں۔۔۔!"۔
یہاں تک ہمارے استاد (اللہ انہیں رہا کرے)کی بات ختم ہوئی کہ جسے ان کے" موتو بغیضکم" کے مقا لے میں سے مختصر کرکے پیش کیا گیا۔
رہا مسئلہ آپ کا یہ کہنا کہ میں نے پڑھا ہے کہ یہ ان کی عبادتگاہیں ہیں تو یہ باطل عبادت گاہیں ہیں اور اس بارے میں اعتقاد یہ ہے کہ یہ چرچ ایسے گھر ہیں کہ جہاں اللہ کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور اگر ان میں اللہ کا نام لیا بھی جاتا ہو تو بھی گھر اپنے رہنے والوں سے پہچانے جاتے ہیں اور ان کے رہائشی تو کافر ہیں۔ لہذا یہ گھر کفار کی عبادتگاہیں ہیں

-

اور رہا مسئلہ نئے چرچ کے بنانے کا۔۔۔!تو ہم اس کے لئے اپنے سائل بھائی کو امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احکام اھل الذمہ اور ابو محمد المقدسی (اللہ انہیں رہا کرے) کی کتاب "التحفہ المقدسیہ فی مختصر تاریخ نصرانیہ"اور شیخ وسیم فتح اللہ کی کتاب"الوجیز فی احکام اھل الذمہ" کا مطالعہ کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

اور ہمارے شیخ (المقدسی) نے اپنی بات اللہ کے دشمنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس طرح ختم کی کہ:

"ہم صلیب کی پجاریوں اور یہودیوں اور ان کے حلیفوں (اتحادیوں)سے یہ کہتے ہیں کہ سنو۔۔۔!امت مسلمہ ابھی زندہ ہے اور یہ کہ اب مسلمان نوجوانوں کے خلاف تمہاری گمراہ کن سازشوں کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ہی تمہاری شہوت انگیز کوششیں ان نوجوانوں کو مدہوش کرسکتی ہیں۔ اس لئے کہ آج گزشتہ کل کی طرح نہیں ۔اور ہمارے ہاں ماؤں کے رحم نہ کل بانجھ تھے اور نہ آج ہوں گے کہ جن سے خالد اور سعد اور قعقاع جیسے بہادر پیدا ہوئے۔۔۔!اور محمد عطاء ، جراح ، الشحی ، خطاب ، القرن اورابو عمر البغدادی ۔۔۔ وغیرہ جیسے دوسرے بہت سے ان جیسے اور بہت ہیں۔

پھر یاد رکھو۔۔۔!اپنے ان جرائم کا اسلام کے بہادروں کی طرف سے ردعمل جو تم عنقریب دیکھو گے وہ ہو کر رہے گا اور اس کی تمام تر

ذمہ داری خود تم پرعائد ہوگی۔۔۔ اور یہ ضرور ہوکر رہے گا ۔۔۔
کیونکہ مسلمانوں کے ہاں غیرت نہ تو ختم ہوئی ہے اور نہ
ہوگی۔۔۔!تو اس کا ردعمل خواہ کتنا ہی تباہ کن ہو، کتنے ہی خون
بہیں اور لاشوں کے ٹکڑے ہوں اور تباہی وبربادی ہو اس سب کے ذمہ
دار پہلے تم خود ہوگے۔ کیونکہ تمہاری اس مجرمانہ خاموشی، بلکہ
تمہاری حمایت اور تمہارے پہرے میں مسلمانوں کی عصمتوں سے
کھیلا جارہا ہے۔۔۔!اللہ کی عظیم کتاب کو جلایا جارہا ہے۔۔۔!اور
اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جارہی
ہے۔۔۔!اور قبطی (Coptic) چرچ میں تمہاری سازش سے ہی مسلمان
عورتوں کو اغواء کرکے انہیں مرتد بنانے پر مجبور کیا جاتا
ہے۔۔۔!توتم، تمہارے ملک، تمہاری تنظیمیں، تمہارے حکام اور
تمہاری عوام سب کے سب اسلام کے خلاف ہونے والی ان سازشوں پر
خاموش ہو۔ پھر(ان جرائم)کے متوقع ردعمل جو اس دین (اسلام)کے
بیٹوں کی طرف سے ہوگا اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہوں گے۔یاد
رکھیں۔۔۔!اس میدان (جنگ)میں ہر قسم کی توقعات کا دروازہ کھلا
ہے“۔

اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ناصر الدین البغدادی

عضو شرعی کمیٹی

منبرالتوحید والجہاد ویب سائٹ